شہری کراچی

SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو' وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے...مارگریٹ میڈ

ستمبر اکتوبر ۱۹۹۴ء

اندر کے صفحات میں

- بلڈرز ڈیولپرز مافیا کی کارستانیاں
- کراچی پیکیج۔ توقعات اور بدگمانیاں
- ماحولیاتی فرہنگ۔ ایک تعارف
- کچرے کے ڈھیر سے نجات کیسے حاصل کریں

ٹینریز سے خارج ہونے والا زہریلا مواد

کراچی کا شمار دنیا کے گندے ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ کچرے کے ڈھیر اور سڑکوں پر دھواں چھوڑتی ہوئی گاڑیاں تو ہم سب دیکھتے ہیں لیکن اس بات سے بہت کم لوگ آگاہ ہیں کہ کراچی کے ماحول کو آلودہ کرنے میں کراچی کی ٹینریز کا بھی بہت ہاتھ ہے۔ ان ٹینریز کا کروم فضلہ ماحول کے لئے زبردست خطرہ بن چکا ہے۔

ایک اطلاع کے مطابق ٹینریز کا جتنا بڑا جال کراچی میں پھیلا ہوا ہے اس کی مثال ایشیا میں کہیں اور نہیں ملتی۔ یہ ٹینریز کورنگی کے صنعتی علاقے میں واقع ہیں مگر ان کے گرد و نواح میں پھیلی بڑی رہائشی آبادیاں واقع ہیں جو ان ٹینریز سے خارج ہونے والے زہریلے مواد سے متاثر ہوسکتی ہیں اور یہاں کام کرنے والے تو براہ راست اس کی زد میں رہتے ہیں۔ واضح رہے کہ ہیکسا ویلنٹ کرومیم (VI) انسان کے لئے بے حد ضرر رساں ہے۔ یہ ناک کے پردے میں سوراخ کرسکتی ہے۔ پھیپھڑوں میں رسولیاں اور گردوں میں سوجن پیدا کرسکتی ہے۔ ٹیننگ انڈسٹری سے خارج ہونے والے مواد میں کرومیم کی اچھی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے کیونکہ چمڑا صاف کرنے کے لئے کرومیم کو استعمال کیا جاتا ہے۔ گو کہ ابتدا میں اسے محفوظ شکل میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن آکسیجن ملنے کے نتیجے میں یہ زہریلی ہوجاتی ہے۔ ٹیننگ انڈسٹری کے فاضل مادے اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ صرف چھ ماہ کی مدت میں کسی بھی صحت مند انسان کے پھیپھڑے گل سڑ جاتے ہیں اور پھر موت ہی اس کے درد کا درماں بنتی ہے۔ اگر آپ کا کبھی ٹینریز کے پاس سے گزر ہو تو آپ کو اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوگا اور آپ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ آپ یقیناً سوچ رہے ہوں گے کہ آخر وہاں ہزاروں مزدور بھی کام کرتے ہیں تو اس کا جواب ٹینری میں کام کرنے والے ایک مزدور کی زبانی سنئے:

"صاحب انسان تو اگر زہر کھانا شروع کردے تو اس کا بھی عادی ہوجاتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ صحت مند بھی رہے گا۔ اس کا جسم طرح طرح کی بیماریوں کا گھر بن جائے گا۔ کھانسی اور دمہ کے روگ سے پھر اس کو کبھی چھٹکارا نہیں ملے گا"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں کام کرنے والے سارے لوگ بیمار ہی رہتے ہوں گا؟"

بہت سے بیمار ہیں۔ اور جو نہیں ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں۔"

"لیکن اس مسئلے کا کوئی حل تو ہوگا۔"

اس سوال پر مزدور خاموش رہتا ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ وہ اس کا کیا جواب دے۔ تب پھر اس سے سوال کرتا ہوں۔۔

"اچھا جن مزدوروں کے پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہیں ان کا کیا ہوتا ہے۔ کیا مالکان ان کا اچھے ہسپتالوں میں علاج نہیں کرواتے؟"

"مالکان انھیں ملازمت سے نکال دیتے ہیں۔ علاج کے لئے بہت سے کارخانوں میں چھوٹی چھوٹی ڈسپنسریاں ہیں۔ جن میں وقتی طور پر فائدہ پہنچانے والی دوائیاں رکھی ہوئی ہیں۔"

> زہریلی کرومیم VI ناک کے پردے میں سوراخ کردیتی ہے پھیپھڑوں میں رسولیاں بن جاتی ہیں اور گردے سوج جاتے ہیں

ماحولیاتی آلودگی کی بیماری کیلئے مواد [illegible]

اس کے بقول عموماً ایسے غریب مزدور رفتہ رفتہ موت سے ہم آغوش ہو جاتے ہیں۔ ایک اور پڑھے لکھے صاحب نے مجھے بتایا کہ اصل میں جن ملکوں میں اس طرح کی فیکٹریاں ہوتی ہیں وہاں ملازمین کو خصوصی وردیاں اور ماسک اور ہاتھوں میں "گلوز" دئے جاتے ہیں۔ جن نالیوں سے کھال صاف کرنے کا پانی جو کیمیکل ملا ہوا ہوتا ہے۔۔ وہ گذرتا ہے انھیں ڈھک دیا جاتا ہے۔ اور ان کی صفائی میں ایسا مہنگا کیمیکل استعمال ہوتا ہے جس سے کم سے کم نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے' مگر یہاں وہ تمام بدبو دار نالیاں کھلی ہوئی ہیں۔ اور ان کے اندر سے سستے اور ایسے کیمیکل کی آلودگی بہہ رہی ہے۔ جو اصولی اور قانونی طور پر ممنوع ہے۔ مگر ان لوگوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جو اپنے ذاتی فائدے کے لئے صرف اپنے مزدوروں کو نہیں بلکہ پورے شہر کو تباہ کن آلودگی کا شکار بنائے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ ان نالیوں کا پانی ندیوں اور نالوں اور پھر دریاؤں اور سمندروں میں جا کر گرتا ہے۔ جس سے پورے شہر اور ملک کی فضا زہریلی اور آلودہ ہو جاتی ہے۔

بعض مقامات پر موت کشید کرنے والی یہ نالیاں ڈھکی ہوئی بھی ہیں۔ بعض جگہ جگہ سے ٹوٹ چکے ہیں اور اب ان کی مرمت کی فوری ضرورت ہے۔ مگر مدتوں سے اس طرف توجہ ہی نہیں دی گئی۔ ان سے ایسا ہولناک تعفن اٹھ رہا ہے کہ ان نالیوں کے قریب چند لمحے بھی کھڑا ہونا ممکن نہیں ہے۔ جب کہ کھال سے بچنے والے اعضا کو جس کھلے میدان اور ڈمپ میں جلایا جاتا ہے وہ بھی آبادی اور فیکٹریوں سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ اور اس کے نتیجے میں جو تعفن اٹھ رہا ہے اس سے بھی فضا میں ایک اور طرح کا زہر گھل رہا ہے۔

سب سے زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ بات یہ ہے کہ نالیاں اور ان کا پانی جن ندیوں میں اور نالوں میں جا گرتا ہے وہ ایسے علاقوں سے گزرتی ہیں جن کے قرب و جوار میں بعض لوگوں نے باقاعدہ کھیت لگا رکھے ہیں۔ اور اس علاقے میں سبزیاں بوئی جا رہی ہیں۔ انہیں کراچی کے مضافاتی علاقے کہا جاتا ہے۔ ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق ایسے کئی کھیتوں میں اگائی جانے والی سبزیاں ان ہی ندیوں اور نالیوں سے اگائی جاتی ہیں۔ اور یہ سبزیاں کراچی کی سبزی منڈی میں ایک اچھی خاصی تعداد میں سپلائی کر دی جاتی ہیں پھر کس کس انسان کے حلق سے اس قسم کی زہر آلودہ سبزیاں اترتی ہیں یہ پتہ لگانا دشوار ہے۔

جو ادارے ٹینریز اور اس کے پورے عمل کو قانون اور صحت کے مفاد میں محدود کرنے کی ذمہ داری پر مامور ہیں۔ ان کی بھتہ خوری مشہور ہے۔ ایسا صرف

بقیہ صفحہ ۲ پر

ٹیننگ انڈسٹری بہت بڑی مقدار میں سیال اور ٹھوس' فاضل مواد خارج کرتی ہے جس میں کرومیم کی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے۔ ہماری ٹینریز صرف ٹرائی ویلنٹ کرومیم استعمال کرتی ہیں۔ کراچی میں ٹیننگ انڈسٹری کا فاضل سیال مادہ سمندر میں بہہ جاتا ہے جبکہ ٹھوس مادے کو کسی کھلی جگہ پر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ ٹھوس مواد عام طور پر انسانی صحت کے لئے خطرناک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں کرومیم III موجود ہوتی ہے جو صرف اس وقت خطرناک ثابت ہوتی ہے جب وہ کرومیم VI میں تبدیل ہوجائے۔

کراچی میں کورنگی انڈسٹریل ایریا سیکٹر 7-A میں واقع ٹینریز اپنا سارا فاضل مواد کھلی جگہ پر ڈھیر کردیتی ہیں جہاں اسے دیگر ٹھوس مواد کے ساتھ تلف کردیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس مواد کو ایندھن کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ کچھ اس ٹھوس مواد میں سے چربی نکالنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جب اس مواد کو جلایا جاتا ہے تو درجہ حرارت میں اضافے اور کھلی ہوا کی موجودگی کی وجہ سے ایسی صورت حال پیدا ہوجاتی ہے کہ کرومیم III آکسی ڈائز ہو کر زہریلی کرومیم VI میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ گویا ٹھوس فاضل مادہ جسے بے ضرر سمجھا جاتا ہے' ضرر رساں بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مٹی میں کرومیم کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ زیر زمین پانی کرومیم سے آلودہ ہوجاتا ہے۔ اس کے بہہ نکلنے سے سطح زمین پر بہنے والا پانی بھی آلودہ ہوجاتا ہے۔ پودوں کی نشونما متاثر ہوتی ہے۔ ایسی سبزیاں' پھل اور فصلیں استعمال کرنے سے جانوروں اور انسانوں کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ مٹی میں رہنے والے حشرات بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

PAKISTAN CABLES LTD.

تصنع اور بناوٹ کی اس دنیا میں ہم آپ کو ۹۹.۹ فیصد خالص کو پر فراہم کرتے ہیں

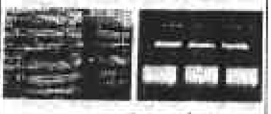

TRUSTED NOT TO COMPROMISE

بلڈرز اور ڈیولپرز مافیا کی کارستانیاں

کراچی میں چپے چپے پر خود رو پودوں کی طرح نمودار ہونے والی زیر تعمیر عمارتوں کے ڈھانچے دیکھ کر ایک شہری لا محالہ یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ ان عمارتوں کے مکمل ہونے کے بعد ان کے مکینوں کو پانی' بجلی اور گیس جیسی سہولتیں میسر آبھی سکیں گی یا نہیں۔

آج کراچی کا عام شہری پانی کی قلت' بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور ٹرانسپورٹ کی ناکافی سہولتوں کے ہاتھوں پریشان ہے۔ لیکن کراچی کے بلڈرز اور ڈیولپرز مافیا نے اس شہر کو یرغمال بنا رکھا ہے اور اسے ان پریشانیوں سے کوئی سروکار نہیں

"شہری" کے بانی رکن جناب قیصر بنگالی کی تحقیق کے مطابق گزشتہ پانچ سالوں میں کراچی میں دو سو سے زیادہ غیر قانونی تعمیرات ہوئی ہیں۔ ان تعمیرات کے لئے استعمال ہونے والی زمین کو غیر قانونی طور پر رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اس طرح غیر قانونی طور پر دھڑا دھڑ تعمیر ہونے والی عمارتوں سے پانی' سیوریج اور بجلی وغیرہ جیسی سہولتوں کی فراہمی پر بوجھ پڑتا ہے اور اس علاقے کے باسیوں کی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی لئے ٹریفک کا ہجوم' شور اور فضائی آلودگی خطرناک حدوں کو چھوتے

لگی ہے لیکن اس کے لئے صرف بلڈرز اور ڈیولپرز کو ہی قصور وار ٹھہرانا غلط ہوگا کیونکہ صوبائی اور بلدیاتی ادارے بھی ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور وہ بھی برابر کے قصور وار ہیں۔ ان تعمیراتی اداروں کی دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے کہ بعض صورتوں میں تو یہ عدالت کے اسٹے آرڈر کے باوجود تعمیراتی کام جاری رکھتے ہیں اور اکثر صورتوں میں کے ای ایس سی والے بھی ان بلڈرز کو بجلی کا عارضی کنکشن دے دیتے ہیں تا کہ وہ اپنی تعمیرات مکمل کر سکیں۔

پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی کے لیز ایگریمنٹ کی دفع 7 کے مطابق پلاٹ اور عمارت کو صرف رہائشی مقصد کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے اور لیز کنندہ (اس معاملے میں صدر پاکستان) کی اجازت کے بغیر کی جانے والی کسی بھی تبدیلی کا نتیجہ لیز کی منسوخی اور پلاٹ کی واپسی کی شکل میں ظاہر ہوگا لیکن اس قانون پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا ہے اور عدالتوں نے ایسی تعمیرات کو گرانے کا حکم جاری کیا ہے۔ لیکن انتظامیہ ان احکامات پر کوئی کارروائی نہیں کرتی ہے اور یوں عدالتی احکامات بے معنی ہوجاتے ہیں۔ سوک ایجنسیاں جو شہریوں کے ٹیکسوں سے چلتی

ہیں اور جن کا کام قانون کا نفاذ ہے' انہیں اپنے فرائض موثر طور پر ادا کرنے چاہئیں۔

کراچی کے بہت سے میرج ہالز ایسے ہیں جن کی تعمیر غیر قانونی طور پر ہوئی ہے۔ اسکیم ۲۴ میں بنے ہوئے ۳۶ میرج ہالز میں سے ۱۳ رہائشی پلاٹس پر بنائے گئے ہیں۔ ۱۹ ایمنٹی پلاٹس پر اور ۴ کمرشل

> **عام شہری پانی کی قلت بجلی کی لوڈ شیڈنگ**
> **اور ٹرانسپورٹ کی ناکافی سہولتوں کے ہاتھوں پریشان ہے**

پلاٹس پر بنائے گئے ہیں۔ ناظم آباد اور نارتھ ناظم آباد کے ۴۴ میرج ہالز میں ۴۱ رہائشی اور ۳ ایمنٹی پلاٹس پر بنائے گئے ہیں۔

یہ بات ہر پڑھا لکھا شہری جانتا ہے کہ قانون کے مطابق ایمنٹی پلاٹ کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا لیکن کے ڈی اے اور KBCA قانون پر عمل نہیں کر رہے

اور تو اور روزنامہ ڈان کے محمد ریاض کی رپورٹ کے مطابق کے ایم سی کے ایک سابق کونسلر اور جبری بلڈر نے وہ پلاٹ بھی نہیں چھوڑا جو عارضی طور پر ایک تیم مذہبی تنظیم کو الاٹ کیا گیا تھا جو رضا کارانہ طور پر مذہبی مواد کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے کام کررہی تھی۔ کے ایم سی کے یونٹ ۳۶ سے منتخب ہونے والے یہ کونسلر صاحب ۱۹ مئی (عید کی تعطیل) کو مراد خان روڈ پر میونسپل کمیٹی ساؤتھ کے ہیلتھ آفس کے قریب واقع پلاٹ نمبر ۳۶ پر قابض ہوگئے۔ انہوں نے وہاں آٹھ دکانیں تعمیر کرائیں اور انہیں پرائیوٹ پارٹیوں کے ہاتھوں بیچ دیا۔ یہ پلاٹ سیوریج پمپنگ اسٹیشن نمبر ۳ کے بھی زیر استعمال تھا اور یہاں پچاس لاکھ روپے مالیت کی مشینری بھی نصب تھی۔ دسمبر ۱۹۹۰ء میں کے ایم سی نے دیور لین میں واقع اپنے کوڑا گھر کی چھتیں اس انجمن کو عارضی طور پر الاٹ کی تھیں۔ لیکن ان ہی کونسلر صاحب نے ان کے کوڑا گھر کو منہدم کراکے وہاں تین دوکانیں تعمیر کرائیں۔

اگر مکین حضرات عدالت سے تعمیر رکوانے کا آرڈر حاصل بھی کرلیں تو بلڈرز اس کو نظر انداز کردیتے ہیں اور سراسر توہین عدالت کے مرتکب ہوتے ہوئے کنسٹرکشن جاری رکھتے ہیں۔

بقیہ: کچرے سے نجات

مقدم اور اس سے اوپر تھی۔ موثر تعمیل کی نگرانی ایک موثر وہیکل انسپکٹر کرتا ہے اور اس کی نگرانی ایک چیف سب انسپکٹر کرتا ہے۔ ایک چیف سینیٹری انسپکٹر ہے۔

پھر ڈائریکٹر ہیلتھ ZMC پھر ایڈیشنل ہیلتھ آفیسر' ایڈمنسٹریٹر' میونسپل کمشنر اور مجسٹریٹ ہوتا ہے۔ کچرے کی نقل و حمل میں مندرجہ ذیل رکاوٹیں پائی گئیں۔

۱ - کے ایم سی کے ٹرک زیادہ چکر نہیں لگاتے۔

۲ - غیر قانونی طور پر کچرے کے ڈھیر لگانا۔

۳ - کچرا کنڈی یا کچرا پھینکنے کے لئے بنائے جانے والے ڈبوں کا ڈیزائن اچھا نہیں ہے۔ اس میں کچھ خوبیاں بھی ہیں اور خامیاں بھی ہیں۔

۴ - ردی اشیاء جمع کرنے والے اور مویشی بھی کوڑے کو چننے اور کھانے کے دوران پھیلا دیتے ہیں۔

۵ - ان مسائل کی ذمہ داری بہت کم قبول کی جاتی ہے جنہیں ذاتی مسائل نہیں بلکہ عوامی مسائل سمجھا جاتا ہے۔

۶ - بد انتظامی (کے ایم سی سب انسپکٹر کی ناقص منصوبہ بندی)

۷ - مکینوں کا عدم تعاون

۸ - موجودہ ناقص سسٹم کا مناسب استعمال نہ ہونا

گھریلو کچرے میں زیادہ تر باورچی خانے سے نکلنے والا کچرا ہوتا ہے۔ فیلڈ میں کام کرنے کے دوسرے مرحلے میں ان گروپوں نے اس بات کی چھان بین کی کہ متعلقہ کمیونٹی کی زندگی پر فضلے اور کچرے کا کیا اثر پڑتا ہے اور ان لوگوں کی نظر میں اس کا کیا حل ہے۔ کمیونٹی کی جانب سے مندرجہ ذیل تجاویز اور حل جات پیش کئے گئے۔

گورنمنٹ کے ایم سی/زیڈ ایم سی

۱ - صحیح طرح سے کوڑا اٹھانے کے لئے زیادہ قلی

۲ - صفائی کا زیادہ عملہ

۳ - کچرے کے لئے زیادہ ٹرک

۴ - بہتر حالات کار کے لئے یونین کی ضرورت ہے

۵ - دیگر سوک ایجنسیاں مثلاً کے ڈی اے' واٹر سپلائی بورڈ وغیرہ اپنے گند کو صاف کریں

۶ - کے ایم سی کو دیگر سوک اداروں کے کام کا جائزہ لینے کا اختیار ملنا چاہئے

۷ - خاکروبوں وغیرہ کے لئے حفاظتی لباس

۸ - کوڑے دان کو ڈھک کر رکھا جائے

۹ - چھوٹے غیر قانونی دکان داروں کو منتقل کیا جائے

۱۰ - زیادہ کوڑے دان کھڈ ہوں تا کہ چوری نہ ہوں

۱۱ - کچرا جمع کرنے کا طریقہ بہتر بنایا جائے

۱۲ - اس علاقے کے اسٹاف کا کوئی اڈہ نہیں ہے۔ لوگ شکایت کرتے کہاں جائیں۔ NKCHS اور مانیا سوسائٹی میں شکایت مرکز ہونا چاہئے۔

کمیونٹی اور مقامی گروپ

۱ - کے ڈی اے کی طرف سے بہتر منصوبہ بندی

۲ - کچرے کے ڈبوں یا کنٹینر کے ڈیزائن کو بہتر بنایا جائے

۳ - زیادہ کوڑا دان

۴ - مخصوص کچرے کو پلاسٹک کی تھیلیوں میں ڈالا جائے

۵ - کمیونٹیز کو کے ایم سی کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے

۶ - گھر والوں کو بھی ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔

۷ - کچرے کو ری سائیکل کرکے باغات میں استعمال کیا جائے (PCSIR مدد کرے گا)

۸ - کچرا جلانا ممنوع قرار دیا جائے

۹ - گھر والوں اور خاکروبوں کے درمیان رابطہ ہو

۱۰ - علاقے کے کونسلر سے رابطہ رکھا جائے

۱۱ - کوڑے دان یا کوڑا گودام کے لئے چوکیدار رکھا جائے۔

۱۳ - کے ایم سی کے ٹرک مقررہ وقت پر آئیں اور زیادہ چکر لگائیں۔

شہری - CBE

۱ - کے ایم سی سے بدعنوانی کا خاتمہ

۲ - کام کرنے والے صفائی کے عملے پر جرمانہ کیا جائے

۳ - سیاسی دباؤ ختم کیا جائے

۴ - گھر والوں کو کچرے کو ری سائیکل کرنے کی تربیت دی جائے۔

IUCN

۱ - کوڑے کے ڈبے کے اندر بڑا پلاسٹک بیگ

۲ - بچوں کے لئے ایسا نصاب تیار کیا جائے جس میں انہیں ماحولیاتی موضوعات مثلاً کوڑا کرکٹ وغیرہ کے بارے میں بتایا جائے

شراکتی تحقیق اور گول میز مذاکرات کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کے نتیجے میں اس مسئلے کے حل کے لئے ایک منصوبہ بنایا گیا ہے۔ متعلقہ تنظیموں یا اشخاص کو مختلف فریضے تفویض کئے گئے ہیں۔ شہری (CBE) مقامی کمیونٹی گروپس کے ساتھ مل کر کوڑا جمع کرنے کے لئے کمیونٹی ایکشن منظم کرنے کی کوشش کریں گے اور گھریلو سطح پر فضلے یا کچرے کی پیداوار میں تخفیف کے لئے ری سائیکلنگ کے نئے طریقے متعارف کرائیں گے۔

شہری

G-206 بلاک-2 پی ای سی ایچ ایس
کراچی-75400 پاکستان
فون : 4530646
فیکس : 454-8226
ایڈیٹر : حمیرا رحمن

مینجنگ کمیٹی

چیئرپرسن : نوید حسین
وائس چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
جنرل سیکریٹری : حمیرا رحمن
خزانچی : خطیب احمد
اراکین :
حسن جعفری
عنبر علی بھائی
فرحان انور
ڈاکٹر ایم اجمل خان

شہری اسٹاف

اسسٹنٹ کوآرڈینیٹر : عامرو قیصر
عارف عثمان
اسسٹنٹ : شاہینہ ارسلان
انچارج لیگل سیل : عنبر علی بھائی

شہری سب کمیٹیاں

۱۔ سب کمیٹی برائے آلودگی
۲۔ سب کمیٹی برائے تحفظ ثقافتی ورثہ
۳۔ سب کمیٹی برائے میڈیا و تشہیر
۴۔ سب کمیٹی برائے قانونی امور
۵۔ سب کمیٹی باغات و تفریحات (ترقیاتی)
۶۔ سب کمیٹی برائے فراہمی فنڈ

شہری سی بی ای کے تمام اراکین کے لئے ان سب کمیٹیوں کی رکنیت کھلی ہے مضامین کی دوبارہ اشاعت کا خیر مقدم کیا جائے گا بشرطیکہ اصل ذریعہ کا حوالہ دیا جائے۔

ضروری نہیں کہ شہری خبرنامے میں شائع ہونے والے مضامین/خبریں لازما ایڈیٹر/ایڈیٹوریل بورڈ کے نقطہ نظر سے مطابقت رکھتے ہوں۔

مضامین و دیگر مواد کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ دلچسپی رکھنے والے افراد تحریروں کے ضمن میں رہنمائی کے لئے شہری کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

شہری خبرنامہ

زبان : اردو
وقفہ : اشاعت سہ ماہی
مقام اشاعت : اشاعت کراچی
ترسیل : اندرون ملک و بیرون ملک
کاغذ : مکینیکل گلیزڈ نیوز پرنٹ
سائز : ۲۲.۵x۱۴.۵ انچ
صفحات : ۴

ٹیرف اشتہار

تمام اشتہارات کا سائز ۵ء۲۵ سینٹی میٹر رنگین
صفحہ اول ۰۰۰ا روپے
صفحہ آخر ۸۰۰ روپے
بلیک اینڈ وائٹ
اندرونی صفحہ ۵۰۰ روپے

شہری سی بی ای تمام کارپوریشنوں' غیر الحقی اداروں' بینکوں وغیرہ سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے قیمتی اشتہارات فراہم کرکے خبرنامے کی اشاعت میں تعاون کریں۔

پروڈکشن : انٹرلنک کمیونیکیشن

کراچی پیکیج - توقعات اور بدگمانیاں

وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے ۳ جون کو ایک کھرب ۲۱ ارب روپے کے خصوصی کراچی پیکیج کا اعلان کیا جس میں ۸۸ ارب روپے کے بجلی کے منصوبے اور ۳۳ ارب روپے کے دیگر منصوبے شامل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کراچی مسائل کا شہر بن چکا ہے۔ ان مسائل کے حل کے لئے اتنی بڑی رقم کا مختص کیا جانا یقیناً ایک قابل ستائش بات ہے۔ اس ضمن میں اگر وزیر اعظم کی ہدایات پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کیا جائے تو کراچی کی حالت میں قابل رشک تبدیلی آسکتی ہے۔ کراچی پیکیج پر ترجیحی بنیادوں پر توجہ دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر شہری سہولیات کی بہتری پر بھی کام کیا جائے گا۔

صوبائی انتظامیہ نے کراچی پیکیج بنانے سے پہلے مختلف مسائل کی نشاندہی کی تھی۔ بد قسمتی سے مختلف محکموں کی کارکردگی کچھ زیادہ بہتر نہیں رہی ہے۔ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوسکتی ہے مثلاً بد عنوانی' بد انتظامی یا غلط تقرریاں اور تبادلے وغیرہ------ یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے اور وزیر اعظم نے سب سے زیادہ توجہ اسی پر دی ہے کہ مینیجریل سائیڈ کو پہلے درست کیا جائے۔ اگر صوبائی حکومت یہ کرنے میں کامیاب ہوگئی تو پھر جو وعدے کئے گئے ہیں وہ سب پورے کئے جاسکیں گے۔

کراچی پیکیج کو شفاف اور غیر جانبدارانہ رکھنے کے لئے سندھ ڈیولپمنٹ ایکشن کمیٹی بنائی گئی ہے جس کے سربراہ وزیر اعلیٰ ہوں گے۔ اس کے علاوہ سوشل ایکشن کمیٹیز جن میں عوام کے غیر سیاسی نمائندے شامل کئے جائیں گے۔ یہ کمیٹیاں ان منصوبوں پر نظر رکھیں گی۔

کراچی پیکیج کے تحت مزید ۱۰۰ ملین گیلن پانی دریائے سندھ سے لایا جائے گا۔ یہ بالکل ایک نیا منصوبہ ہے۔ کراچی کی بڑھتی ہوئی آبادی اور پانی کی قلت کے حوالے سے جتنی جلد یہ منصوبہ مکمل ہوگا اتنا ہی بہتر ہوگا۔ دوسرا منصوبہ پانی کی ری سائیکلنگ کا ہے۔ کراچی کے گردو نواح میں گڈاپ' ملیر اور منگھو پیر کے ایسے علاقے ہیں جہاں سیوریج کے پانی کو ری سائیکل کرکے زراعت کے لئے استعمال کیا جاسکے گا۔

کراچی پیکیج میں سب سے بڑی رقم توانائی کے لئے رکھی گئی ہے۔ واضح رہے کہ بجلی کی پیداوار بہت مہنگی ہے۔ ۲۰۰ میگا واٹ کا یونٹ چلانے کے لئے ۵ سو تا ۸ سو کروڑ روپے تک درکار ہوتے ہیں۔ اب نجی شعبے کو بھی اس میں شریک کیا گیا ہے۔ کراچی پیکیج کے تمام پاور پراجیکٹ نجی شعبے کو دیئے جارہے ہیں۔ اس ضمن میں نجی شعبے کو خاص مراعات دی گئی ہیں اور بجلی خریدنے کے اچھے نرخوں کی پیش کی گئی ہے۔ اس طرح ریٹ آف ریٹرن تقریباً ۲۵ فیصد بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ خود بخود آرہا ہے۔ بجلی کی چوری بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۹ فیصد بجلی چوری کرلی جاتی ہے۔ اس کی مالیت کا اندازہ ایک ارب ۴۰ کروڑ روپے تک ہے----اس چوری کی روک تھام بے حد ضروری ہے۔

کراچی جتنی تیزی سے پھیلا ہے وہ سب جانتے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں کراچی کی آبادی صرف تین لاکھ تھی۔ آج ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ۱۹۵۲ء میں جو سب سے پہلا ماسٹر پلان بنایا گیا اس میں سرکلر ریلوے کے نظام کو بڑی اہمیت دی گئی۔ اس کے تحت ملیر کینٹ سے شروع ہو کر نارتھ کراچی کے قریب سے ہوتے ہوئے واپس ٹاور کے قریب ریلوے لائن کو ملنا تھا لیکن بناتے وقت لوگوں نے اس کو چھوٹا کردیا اور ڈرگ کالونی سے شروع کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہر اس کے دوسری طرف چلا گیا۔ ٹرینیں اتنی سست رفتار ہوگئیں کہ لوگوں نے سفر کرنا ہی چھوڑ دیا۔ ٹرامیں پہلے ہی ختم کردی گئی تھیں۔ پھر منی بسیں چلائی گئیں۔ ۱۹۷۴ء میں سب سے پہلے تجویز کیا گیا کہ یہاں ماس ٹرانزٹ کا نظام ہونا چاہئے۔ ۱۹۷۷ء میں حکومت بدل گئی اور تمام منصوبے سرد خانے کی نذر ہوگئے۔ موجودہ پیکیج میں جس ماس ٹرانزٹ کا اعلان کیا گیا ہے یہ اس منصوبے کا حصہ ہے جو ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۷ء کے درمیان بنایا گیا تھا۔ ۸۷ کلومیٹر کی ایک گزرگاہ بنائی جائے گی۔ اس کے بننے کے بعد اس شہر کی حالت بدل جائے گی۔ اس میں بھی نجی شعبے کو شریک کیا جارہا ہے۔

غیر جانبدار مبصرین کی رائے میں کراچی پیکیج ایک بہت بڑا پیکیج ہے۔ کراچی کے عوام کو آج تک کسی وزیر اعظم نے اتنا بڑا اعلان نہیں دیا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے والے لوگ اس کی اسپرٹ کو قائم رکھیں گے یا رشوتیں کھا کر منصوبوں کا بیڑہ غرق کریں گے۔

دراصل ہمارے صاحبانِ اختیار نے ہمیشہ انفرادی' گروہی اور ذاتی مفادات کو مخصوص مفادات پر ترجیح دی ہے۔ کراچی کے مسائل کی وجہ دو اہم سیاسی جماعتوں کی کشمکش ہے جو دیہی اور شہری سندھ کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس پیکیج کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ باہمی عدم اعتماد ہے۔ ہمیں آج تھوڑی سی قوت برداشت کی ضرورت ہے۔ ہمیں تمام شہریوں کے ساتھ یکساں سلوک کی ضرورت ہے۔ قانون کے یکساں اطلاق کی ضرورت ہے۔ آبادی کے مطابق حقوق اور فرائض کی بات ہونی چاہئے۔ اسلحہ کی سیاست اور درس گاہوں میں اسلحہ کا استعمال ختم ہونا چاہئے۔ وعدوں کو پورا ہونا چاہئے۔ منصوبوں پر نیک نیت سے عمل درآمد ہونا چاہئے۔

کراچی ایک طویل عرصہ سے مختلف النوع پیچیدہ شہری مسائل سے دوچار ہے۔ ماضی کی مختلف حکومتوں کی عدم توجہی کے باعث صورت حال کی سنگینی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ شہر کی آبادی اور رقبے میں اضافے کے تناسب کے حساب سے وسائل میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ چنانچہ کراچی بتدریج مسائل کے گڑھ میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ آج دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں ٹرانسپورٹ کا جدید نظام وجود میں آچکا ہے لیکن کراچی میں کئی عشروں سے ماس ٹرانزٹ اسکیم پر عمل نہیں ہوسکا۔ اس سے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ گمبھیر ہوگیا ہے۔ اس کے شہری زندگی پر منفی اثرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کراچی میں فسادات کا آغاز ٹرانسپورٹ کے مسئلے سے ہوا تھا۔ دوسری طرف قلت آب اور بجلی کی بحران نے شہری زندگی کو مفلوج کردیا ہے۔ لاکھوں شہریوں کو موسم گرما میں جس تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ سب جانتے ہیں بلکہ اکثر و بیشتر اس وجہ سے امن و امان کی صورت حال بھی خراب ہوتی رہتی ہے۔ توقع ہے کہ کراچی پیکیج کے تحت بجلی' ٹرانسپورٹ اور فراہمی آب کے جن منصوبوں کا اعلان کیا گیا ہے' اس سے شہریوں کے ان بنیادی مسائل کے حل میں بڑی مدد ملے گی۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ وزیر اعظم نے مختلف منصوبوں پر عمل درآمد کی رفتار کا جائزہ لینے کے لئے خصوصی کمیٹی قائم کردی ہے جو ان منصوبوں کی تکمیل کی سختی سے نگرانی کرے گی۔

شہری CBE کے نئے ارکان

۱۸۴ سید سلطان احمد
۱۸۵ سعید اے کشتی والا' ایل کوپ' ایم ای
۱۸۶ سید محمد سلیم اوکیمکز
۱۸۷ سید علی رضا زیدی' سکوٹب
۱۸۸ فرزانہ احمد
۱۸۹ نزہت اعجاز
۱۹۰ مارتھی قیاص الدین' ہربیوچیچ
۱۹۱ میجر مرزا احمد حسین
۱۹۲ ترکین مرزا' طالبہ
۱۹۳ ملک ایاز اے خان' ایڈوکیٹ
۱۹۴ سہیل احمد' بزنس مین
۱۹۵ ایس ایم عمر قطب' طالب علم
۱۹۶ یاور صمدی' ڈپٹی کنٹرولر ریڈیو پاکستان
۱۹۷ انجم رضا فاروقی' فنانشل اینڈ بزنس ایڈوائزر
۱۹۸ ماہر ایچ علوی
۱۹۹ کاملہ سہیل' طالبہ
۲۰۰ عبدل باسط سلیم' ڈرافٹس مین
۲۰۱ عامر عمار' طالب علم
۲۰۲ حفیظ محمد جاوید' ڈپٹی ڈائرکٹر' کے ڈی اے
۲۰۳ یاور عباس جیلانی' پرنسپل آرکیٹکٹ
۲۰۴ محمد اکبر حقانی' سینئر انجینئر [illegible]
۲۰۵ محمد عبدل ملک
۲۰۶ سید غضنفر علی' طالب علم
۲۰۷ عابد احمد خان' ایڈمنسٹریٹو آفیسر
۲۰۸ صابر شاہ' منیجنگ کمیٹی ممبر وار
۲۰۹ وسیم اے خان
۲۱۰ اجمل روف خان
۲۱۱ فاطمہ محمد
۲۱۲ آمنہ قریال خان
۲۱۳ اظہر خان
۲۱۴ جام محمد لاکھو' منیجنگ ڈائرکٹر لاکھو ایسوسی ایشن
۲۱۵ شہاب الدین شمس الدین' ایڈمنسٹریٹو منیجر
۲۱۶ خان عمران خان
۲۱۷ جیون داس' پروجیکٹ آفیسر سندھ
۲۱۸ انیس الحق صدیقی' منیجنگ ڈائرکٹر حق انجینئرز اینڈ کو
۲۱۹ اجمل ملک' کو آرڈینیٹر سوئز NGO پروگرام ایسوسی ایشن

بقیہ: ٹینریز

اس ایک معاملے نہیں ہو رہا ہے بلکہ آلودگی پھیلانے والے اور بہت سے ذرائع بھی بھتے کی کرامت سے ہی اپنے مزموم مقاصد اور اور مالی فوائد کے ثمرات دونوں ہاتھوں سے سمیٹ رہے ہیں۔ سب اسٹینڈرڈ اور مہلک کیمیکلز سے کس طرح شہریوں کی جان کو خطرے میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس کا احساس بد قسمتی سے اس وقت کسی دل میں نہیں پایا جاتا۔ اور اپنے ذاتی فائدے کی خاطر پوری فضا کو زہر آلود کرنے والے لوگوں کی باز پرس بھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آتی۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ٹینریز میں کام کرنے والے مزدور اور دیگر کارکن اس پورے عمل سے نامطمئن ہیں اور ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی وہ خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ اپنے اطمینان اور آسودگی کا اظہار نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی ساری باتیں ایک ایسے مجبور انسان کی ہوتی ہیں جو سانسوں کو رواں رکھنے کے لئے زہر کھانے پر آمادہ ہے یا مجبور بنا دیا گیا ہے۔

اور یہ ساری کارروائی پوری آزادی اور دھڑلے سے جاری و ساری ہے۔ حالانکہ ایسے ادارے جو انسانی زندگی کو مضر اثرات سے محفوظ رکھنے کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں وہ بھی اس صورت حال سے مطمئن نہیں ہیں۔ نگران کے پاس بھی اس کا کوئی علاج نہیں ہے کیوں کہ ذمہ دار افراد اور محکمے اس معاملے میں اپنی آنکھیں بند کرکے جیبوں کو بھاری بنانے میں مصروف ہیں۔

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے "شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری ---- سٹیزنس برائے بہتر ماحول
G-206- بلاک 2 - پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی' کراچی- 75400' پاکستان
ٹیلی فون : 4530646 فیکس : 454-8226

نام .... ٹیلی فون (گھر) ....
ایڈریس ....
پیشہ .... ٹیلی فون (دفتر) ....

ماحولیاتی فرہنگ

ایک تعارف

ماحولیاتی اصطلاحات پر کام کا آغاز دو سال قبل ہوا جب پاکستان کی دیرپا ترقی کے لئے نیشنل کنزرویشن اسٹرینجی (NCS) کو باہم مربوط کیا گیا اور پھر اسے شائع کیا گیا۔ اس کی اردو میں اشاعت کی ضرورت شروع سے ہی محسوس کی جا رہی تھی کیوں کہ یہ حکمت عملی پاکستان کے عوام کے لئے تیار کی گئی تھی اور عوام کی اکثریت صرف اردو سمجھتی ہے۔

یہ اسٹرینجی ملک کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے گفتگو اور ان کی تجاویز کی روشنی میں تیار کی گئی اگرچہ یہ اسٹریجی ۱۹۹۲ء میں تیار کی گئی تھی لیکن جن لوگوں کے لئے اسے تیار کیا گیا تھا وہ اس سے بے خبر تھے۔

اس اسٹرینجی کی رپورٹ متعلقہ سرکاری محکموں اور تنظیموں کو بھجوائی گئی۔ اس اسٹرینجی کی تشہیر کے لئے ICUN کے JRC ڈپارٹمنٹ نے شعبہ جاتی پیپرز شائع کرائے تھے لیکن عام لوگ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔

چنانچہ اس دستاویز کے ترجمے اور اشاعت کا فیصلہ کیا گیا لیکن مکمل دستاویز کی اشاعت ممکن نہ تھی' اس کی تلخیص ضروری تھی لیکن اس دستاویز میں ایسی بہت سی سائنسی اصطلاحات استعمال کی گئی تھیں جو عام استعمال نہیں ہوتی ہیں چنانچہ ایسا ترجمہ صرف تعلیم یافتہ طبقے تک محدود ہوتا۔

کسی بھی دستاویز کے رسمی ترجمے کا مطلب ایک ہی اصطلاح کا مختلف طرح سے ترجمہ کرنا ہوتا چنانچہ ان اصطلاحات کے ہم معنی الفاظ شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ معیاری اصطلاحات کا ایک مجموعہ ترتیب دیا جا سکے۔

سائنسی ناموں کے لئے اس طرح کی اصطلاحات کی اشاعت کا خیال سب سے پہلے "شہری" نے پیش کیا چنانچہ NCS کی رپورٹ سے اس طرح کی اصطلاحات کے ترجمے کا کام "شہری" کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے "شہری" کے چیئرمین نوید حسین نے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ یہ کمیٹی فہمیدہ ریاض' ڈاکٹر اسلم فرخی' اسد موہن خان اور احسن سبزواری پر مشتمل تھی۔ جنھوں نے کئی مہینوں کی محنت شاقہ کے بعد ان اصطلاحات کا اردو میں ترجمہ کیا اس کے بعد جب IUCN کا اردو شعبہ JRC بنایا گیا تو اس مسودے کو IUCN کے پاس بھیج دیا گیا۔ "شہری" اور IUCN کو اس فرہنگ کو مشترکہ طور پر شائع کرنا تھا لیکن حکومت پاکستان کے قواعد و ضوابط کے مطابق نئی اصطلاحات خواہ وہ عام استعمال بھی ہونے لگیں اور مقبول عام بھی ہو جائیں لیکن انہیں سرکاری طور پر اس وقت تک تسلیم یا استعمال نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ مقتدرہ قومی زبان اس کی منظوری

ماحولیاتی فرہنگ کی تیاری کے لئے عوامی رابطہ مہم کا ایک اور مرحلہ

نہ دے دے چنانچہ مقتدرہ کو بھی اس پراجیکٹ میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مقتدرہ اب تک ۵۰۰ فرہنگ جات شائع کر چکا ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی ماحولیات سے متعلق نہیں ہے۔

چنانچہ IUCN کے دفتر میں ایک میٹنگ رکھی گئی جس میں ایک ادارتی بورڈ تشکیل دیا گیا جو ڈاکٹر جمیل جالبی چیئرمین مقتدرہ قومی زبان' ڈاکٹر شان الحق حقی اور ڈاکٹر محمود الرحمن پر مشتمل تھا۔ تکنیکی تعاون ثانیہ حسین' ناصر ڈوگر' عبید اللہ بیگ' طاہرہ حسین اور وجیہہ الدین کرمانی نے فراہم کیا جو زراعت' فارسٹری اور علم الحیوانیات کے ماہر ہیں۔ ان اصطلاحات کے ترجمے کے لئے تشکیل دی گئی کمیٹی کی تجاویز کی روشنی میں ادارتی بورڈ نے ترجموں کو منظور یا نامنظور کیا۔

مقتدرہ قومی زبان کی حتمی منظوری کے بعد فرہنگ کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا۔ ان اصطلاحات کو اب معیاری مترادف الفاظ کی حیثیت حاصل ہو گی۔

اس فرہنگ کی تقریب اجراء ۳۰ جون کو ہوٹل پرل کونٹی نینٹل میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کی صدارت گورنر سندھ محمود اے ہارون نے کی۔ تعارفی کلمات JRC-IUCN کے عبید اللہ بیگ نے ادا کئے۔ انہوں نے فرہنگ کے تصور اور ماحولیاتی اصطلاحات پر ایک کتاب شائع کرنے کی ضرورت پر گفتگو کی۔ انہوں نے "شہری" اور مقتدرہ سے وابستہ افراد اور دیگر ممتاز اسکالرز کے کام پر روشنی ڈالی۔ مقتدرہ اردو قومی زبان کے چیئرمین جناب جمیل جالبی نے خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ بعد میں IUCN کے ملکی نمائندے جناب ابن مارکر کبراجی نے فرہنگ کی ایک کاپی گورنر سندھ محمود اے ہارون کو پیش کی۔

گورنر نے اپنے خطاب میں کہا کہ اس فرہنگ کی بدولت ماحولیاتی تحفظ کے پیغام کو عام آدمی تک پہنچانے میں زیادہ آسانی ہو گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ماحول کے بارے میں زیادہ تر پروگرامز اور گفتگو انگریزی زبان میں ہوتی رہی ہے لیکن لوگوں کی اکثریت تک رسائی کے لئے اور انہیں یہ بات سمجھانے کے لئے اس مسئلے کے بارے میں اس زبان میں گفتگو ہونی چاہئے جسے لوگوں کی اکثریت سمجھتی ہو۔ ماحولیاتی اصطلاحات کے بارے میں یہ کتاب اسی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اس پروگرام میں صحافیوں' ماہرین تعلیم' علماء اور دیگر NGOs کے نمائندوں نے شرکت کی۔

کچرے کے ڈھیر سے نجات کیسے حاصل کریں؟

(شراکتی تحقیق ٹیم ـــــ کراچی ایسٹ)

پینے کا صاف پانی' خاطر خواہ صفائی اور صاف ہوا ایک صحت مند اور بار آور معاشرے کے لازمی اجزا ہیں۔ بلدیاتی کوڑے کچرے کو بڑی مقدار میں پھینکنے سے آلودگی کے سنگین مسائل پیدا ہوگئے ہیں۔ دنیا کے مختلف شہروں میں فضلے کے بارے میں اعداد و شمار کی خصوصیات کے تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ کراچی میں فضلے کی کثافت دیگر صنعتی ممالک کے مقابلے میں دوگنی ہے۔ شہری علاقوں میں ابھی بھی صدیوں پرانے طریقے رائج ہیں جو ناکافی' غیر موثر اور حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اقتصادی لحاظ سے بھی ناقص ہیں۔ اس صورت حال کے تدارک کے لئے کراچی کے حالات سے مطابقت رکھنے والے کچرا جمع کرنے اور اسے ٹھکانے لگانے کے طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔ کمیونٹی کی ترقی کے انداز کو مدنظر رکھتے ہوئے کچرا جمع کرنے کے منظم طریقے اختیار کرنا ہوں گے۔ وہ گروپس جو مختلف علاقوں میں کچرا جمع کرنے اور اسے ٹھکانے لگانے کے ذمہ دار ہیں یعنی حکومت' انڈسٹری' بلدیاتی حکام' کمیونی ٹیز اور خاندان یا گھرانے' ان سب کے رویوں کے بارے میں جاننے کے لئے IUCN نے ایک شراکتی ریسرچ اپریزل تربیتی پروگرام ترتیب دیا۔ اس کا مقصد انہیں کچرے اور فضلے کو ٹھکانے لگانے کے لئے مل جل کر کام کرنے کی سہولت فراہم کرنا بھی تھا۔

اس پراجیکٹ ٹیم کے ارکان 'NKCHS'AKCHS'SCOPE PCSIR'APE'IUCN کے نمائندوں اور خطیب احمد' وجیہ یاسمین اور شہری کی عامرہ قیصر پر مشتمل تھے۔ راشدہ دوہا صاحبہ اس پروگرام کی منتظم تھیں۔ یہ شہری فضلے یا کچرے کی مینجمنٹ کے بارے میں ایک چھوٹا سا ڈیمانسٹریشن پراجیکٹ تھا جسے IUCN نے شروع کیا تھا تاکہ اس کے بارے میں علاقے کے لوگوں کی رسپانس اور تعاون اور کچرے یا فضلے کو جمع کرنے اور ٹھکانے لگانے کے بارے میں ان کے طریقوں اور نظریات پر کام کیا جاسکے۔

اس کے لئے ہوٹل میٹروپول میں 3 تا 5 جون ایک سہ روزہ تربیتی سیشن منعقد کیا گیا جس میں شرکا کو PRA (شراکتی تحقیقی اپیریزل) تکنیکوں کے فلسفے اور ارتقا سے متعارف کرایا گیا۔

PRA (شراکتی تحقیقی اپیریزل) کی بنیاد ان بہت سے نقطہ ہائے نظر اور طریقوں پر رکھی گئی ہے جن کا مقصد لوگوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ زندگی اور حالات کے بارے میں اپنے علم کو پیش کرسکیں' ایک دوسرے کے ساتھ بانٹ سکیں اور عمل کرسکیں۔ شراکتی تحقیق اپیریزل میں استعمال ہونے والے نقطہ ہائے نظر اور طریقے شراکتی' ہلکے پھلکے انداز میں بنائے گئے' لچک دار مطابقت پذیر' تحقیقی' تخلیقی' اختراعی اور طاقت ور ہوتے ہیں۔

تین روز کی انڈور ٹریننگ کے بعد فیلڈ ورک کا آغاز ہوا۔ پروجیکٹ ٹیم کے ارکان کو تین گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ انہیں مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تلاش کرنے تھے :

۱ - کچرا جمع کرنے والے نظام میں کون شامل ہے؟

۲ - کچرے کی نقل و حرکت میں کیا رکاوٹیں ہیں؟

۳ - موجودہ سسٹم کیسا ہے' اس میں کون سے خلا ہیں؟

۴ - کیا علاقے میں کچرے کا مسئلہ ہے؟

۵ - گھریلو کچرا کس قسم کا ہوتا ہے اور اس کی مقدار کتنی ہے۔

۶ - کچرا جمع کرنے کے بعد اس کا کیا بنتا ہے۔

کرپشن کا خاتمہ ضروری ہے

فیلڈ ورک کے لئے طارق روڈ کے پاس واقع نیو کراچی کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اور مانیا سوسائٹی کا انتخاب کیا گیا۔ ٹیم کے ارکان کی ریسرچ میں ایک مقامی کیونٹی گروپ نے بھی مدد کی۔ فیلڈ ورک کے دوران میں ان گروپس نے کلیدی ہدف والے گروپس یعنی خاکروبوں' کباڑیوں' کوڑے میں سے چیزیں چننے والوں اور بلدیہ کے کارکنوں سے ملاقات کی۔ معلومات جمع کرنے کے لئے مختلف تیکنیکیں استعمال کی گئیں۔

ہر روز فیلڈ کا چکر لگانے کے بعد یہ گروپس شام کو ایک گھنٹے کے لئے شہری کے دفتر میں جمع ہوتے تھے تاکہ اپنے کام کا جائزہ لے سکیں۔ فیلڈ میں کام کرنے کے چوتھے دن IUCN کے دفتر میں سارے گروپس جمع ہوئے اور اپنی معلومات اور تجربات سے ایک دوسرے کو آگاہ کیا۔

معلوم یہ ہوا کہ گھریلو رہائشیاں' ماسیاں' مالی' خاکروب' بھنگی' کے ایم سی کا صفائی کا عملہ' ہر طرح کے کباڑیے خواہ وہ گلیوں میں گھومنے والے ہوں یا دکانوں میں بیٹھنے والے یا مخصوص کاروبار کرنے والے' فیکٹریاں' دلال' افغان مافیا سب بالواسطہ یا بلاواسطہ کچرا جمع کرنے میں شامل ہیں۔

کے ایم سی کا مندرجہ ذیل عملہ کچرا جمع کرنے میں شریک ہے۔ سب سے نچلے درجے پر صفائی کرنے والے کارکنان ہیں۔ پھر ایک سپروائزر (یا ڈرائیور) ہے۔ پھر

بقیہ صفحہ ۳ پر